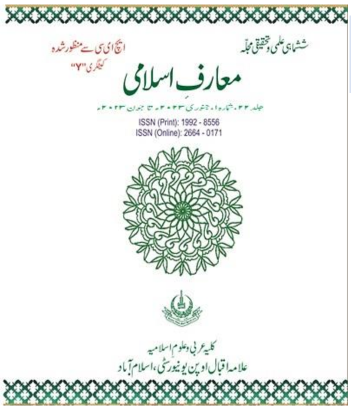

معارِفِ اِسلامی Ma’ārif-e-Islāmī

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.23 Issue: 01 (January – June 2024)
Date of Publication: 25-June 2024

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	عروج امت کی نظریاتی و عملی جہات: قرآنی تصور اور منتخب اہل علم کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ *Theoretical and Pragmatical Aspects of the Rise of Muslim Ummah: A Theoretical Examination of Quranic Concept and Analytical Study of Selected Scholars' Views*
Authors & Affiliations	**1. *Umer Yousaf*** *Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Lahore.* *umer_34@gmai.com* **2. *Dr. Farhana Mehmood*** Lecturer, Department of Islamic Studies, Fatima Jinnah Women University Rawalpindi *farhana.mehmood@fjwu.edu.pk*
Dates	***Received*** 15-02-2024 ***Accepted*** 12-04-2024 ***Published*** 25-06-2024
Citation	Umer Yousaf and Dr. Farhana Mehmood, 2024. عروج امت کی نظریاتی و عملی جہات: قرآنی تصور اور منتخب اہل علم کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 June 2024].
Copyright Information	2024@ . عروج امت کی نظریاتی و عملی جہات: قرآنی تصور اور منتخب اہل علم کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ by Umer Yousaf & Dr. Farhana Mehmood is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

عروج امت کی نظریاتی و عملی جہات: قرآنی تصور اور منتخب اہل علم کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Theoretical and Pragmatical Aspects of the Rise of Muslim Ummah: A Theoretical Examination of Quranic Concept and Analytical Study of Selected Scholars' Views

Abstract

This article delves into the theoretical and pragmatic dimensions surrounding the rise of the Muslim Ummah, combining a theoretical exploration of Quranic concepts with an analytical study of perspectives offered by eminent scholars. Drawing upon the rich tapestry of Quranic teachings, the study seeks to unravel the conceptual underpinnings of the Ummah's ascent. Additionally, it conducts a thorough analysis of the views articulated by select scholars, providing insights into their interpretations and implications for practical application

Central to this examination is an exploration of Quranic verses that elucidate the principles and dynamics underlying the rise of the Muslim community. These verses serve as foundational pillars upon which subsequent theoretical frameworks are constructed, guiding our understanding of the Ummah's historical trajectory and potential for future development. Moreover, the study scrutinizes the interpretations of esteemed scholars, synthesizing their perspectives to offer a comprehensive view of the subject matter.

Key themes explored include the role of faith, unity, societal organization, and divine guidance in shaping the trajectory of the Muslim Ummah. Theoretical frameworks are complemented by pragmatic considerations, with insights gleaned from the analyses of scholars offering guidance on how these principles may be applied in contemporary contexts.

Keywords: Rise of Muslim Ummah, Quranic Concept, Theoretical Examination, Analytical Study, Scholars' Views, Faith, Unity, Societal Organization, Divine Guidance, Practical Application.

تمہیدی مباحث

روئے زمین پر اقوام کے عروج و زوال کا سلسلہ روز اول سے ہی جاری و ساری ہے۔ کبھی ایک قوم کو غلبہ حاصل ہوتا ہے تو کبھی دوسری قوم اقتدار کی مسند پر فائز ہوتی ہے۔ کبھی قومیں زوال کا شکار ہوتی ہیں تو کبھی عروج سے فیض یاب ہوتی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سلسلہ کن وجوہات کی بناء پر چلتا ہے۔ کیا اعمال کی بنیاد پر چلتا ہے یا خدائی قوانین ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہیں یہ انسانی اعمال اور خدائی قوانین کا مجموعہ تو نہیں ہے۔

اگر عروج امت خدائی قوانین کی بنیاد پر ایسا ہوتا ہے تو کن محرکات و حالات پر عروج کے قوانین الہیہ کا اطلاق ہوتا ہے؟ اگر انسانی اعمال کا نتیجہ ہے تو کیا زوال شدہ اقوام اپنے اعمال کی بہتری کے ساتھ دوبارہ عروج حاصل کر سکتیں ہیں ؟ ایک صورت یہ بھی ہے کہ کیا عروج اقوام کا تعلق مذہب کے ساتھ ہے ؟ اگر مذہب کے ساتھ ہے تو پھر بد مذہب لوگ ترقی کے اوج ثریا پر فائز کیوں ہیں ؟ اور اگر عروج کا تعلق مذہب کے ساتھ نہیں ہے تو پھر اہل مذہب اس چیز پر اتنا اصرار کیوں کرتے ہیں ؟ اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ ایک سوال یہ بھی بنتا ہے کہ آیا عروج اقوام مذہب اور انسانی اعمال کے مجموعہ کا نام تو نہیں جن پر خدائی قوانین عروج کا اطلاق ہوتا ہے ؟ ان سب باتوں کا جائزہ ہم ذیل میں لیں گے۔

عروج امت کے اسباب قرآن کی روشنی میں

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ: اور یہ تو دن ہیں، ہم انھیں لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں، اور تاکہ اللہ ان لوگوں کو جان لے جو ایمان لائے اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔[1]

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے گردش ایام کا تصور دیا ہے اور گردش ایام کو وسیع تر معنوں میں لیا جائے تو اس سے مراد ایک قوم کا عروج پر فائز ہونا اور دوسری قوم کا زوال پذیر ہو جانا۔

قرآن مجید کی دوسری آیات سے مزید وضاحت ملتی ہے کہ گردش ایام انسانوں کے اعمال کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [2]

ترجمہ: یہ ایک امت تھی جو گزر چکی، اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے وہ جو تم نے کمایا اور تم سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

اس آیت مبارکہ میں خدائے بزرگ وبرتر نے صراحت کر دی ہے کہ گذشتہ اقوام نے وہی کچھ حاصل کیا جو انہوں نے محنت و کوشش کے ذریعے کمایا اور اگر تم بھی کچھ حاصل کرو گے تو وہ سراسر تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہو گی۔

اس اصول کا اطلاق انسان پر بحیثیت مجموعہ نہیں بلکہ بحیثیت فرد بھی لاگو ہوتا ہے

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰىۙ [3]

ترجمہ: اور یہ کہ انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔

یعنی جس طرح قوم کے نتائج ان کے اعمال پر مرتب ہوتے ہیں اسی طرح فرد کے نتائج بھی اس کے اعمال پر ہی مرتب ہوتے ہیں۔

عروج ایک نتیجہ ہے جو اقوام کے اعمال پر منحصر ہے۔ اور اسی بات کی طرف قرآن مجید کی متعدد آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلا قوموں کی ہلاکت ان پر عذاب اور ان کی فوز و فلاح ان کے اعمال پر ہی مرتب ہوئی۔ اسی طرح ان کو جو عروج ملا وہ بھی ان کے اعمال کی بنیاد پر ہی ملا اور اگر آج امت مسلمہ عروج کی خواہاں ہے تو اپنے اعمال کی بہتری کی طرف ہی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ؛

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ [4]

ترجمہ: خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا، اس کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا، تاکہ وہ انھیں اس کا کچھ مزہ چکھائے جو انھوں نے کیا ہے، تاکہ وہ باز آجائیں۔

اس آیت مبارکہ میں انسان کے حالات کا مکمل طور پر ذمہ دار خود انسان کو ٹھہرایا گیا ہے۔ اگر انسان اچھے اعمال کا کارگزار ہے تو وہ انعامات کا مستحق ہو گا اور اگر برے اعمال کا مرتکب ہے تو ویسے ہی انجام بھگتے گا جیسا انجام برے لوگ بھگتتے ہیں۔ اور بحیثیت مجموعی ایک قوم کی حالت وہی ہو گی جو اس قوم کا اکثریتی طبقہ کرتا ہو گا۔

عروج امت کی نظریاتی جہت اور قرآنیات

نظریہ سوچ و فکر کو کہتے ہیں اور نظریات نظریہ کی جمع ہے۔ سوچ و فکر اور خیالات پر ہی کوئی تحریک اٹھتی ہے۔ کوئی بھی چیز انسان کی نسبت سے جب وجود میں آتی ہے تو پہلے اس چیز، تحریک، انقلاب اور عمل کے پیچھے ایک سوچ کار فرما ہوتی ہے جو اس کام کے مظہر کا سبب بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظریات جتنے مضبوط ہوتے ہیں اتنے ہی زیادہ وقوع کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

قرآن مجید فرقان حمید میں مسلمانوں کو جو فکری جہات و رجحانات ودیعت کئے گئے ہیں انہیں کی بنیاد پر مسلم امہ کے عروج کا انحصار ہے۔ اگر مسلمان بحیثیت امت ان نظریات کو اپناتے ہیں تو عروج کی طرف پہلا قدم اٹھنے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد عملی اقدامات کی

ضرورت ہوتی ہے اور عملی اقدامات کی بنیاد نظریاتی قوت پر ہے۔ اگر نظریات قوی ہیں تو عروج کے امکانات بھی قوی تر ہونگے۔

ایمان و عمل صالح

مسلمان قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ کامل ایمان والا بن کر زندگی گزاریں۔ اور نظریاتی طور پر وہ ایمان میں جتنے زیادہ مضبوط ہونگے اتنا ہی زیادہ ان کو دنیاوی عزت و منقبت عطا کی جائے گی۔ چنانچہ خداوند باری تعالی نے اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے صریحا عروج امت کی جہت واضح کی ہے اور فرمایا؛

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ 5

ترجمہ: جو بھی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یقینا ہم اسے ضرور زندگی بخشیں گے، پاکیزہ زندگی اور یقینا ہم انھیں ان کا اجر ضرور بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہاں پر ایمانی کاملیت اور عملی صالحیت کی بنیاد پر پاکیزہ زندگی کا وعدہ کیا گیا ہے ۔ ایک زوال پذیر قوم کی حالت زوال کو پاکیزگی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا چنانچہ فکری طور پر ایمان میں مضبوطی عروج امت کی نظریاتی جہت ہے۔

ایک دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ 6

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے خوشحالی اور اچھا ٹھکانا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں بھی مذکورہ آیت کی طرح ایمانی کاملیت پر حسن مآب یعنی اچھے ٹھکانے کی ضمانت دی گئی ہے۔

تقوی

خدائے بزرگ و برتر سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارنا اور ہر پل اور ہر لمحہ اس کی نظروں میں ہونے کا احساس تقوی کہلاتا ہے ۔ تقوی کے جہاں بے شمار فوائد ہیں وہیں پر قرآنیات کے مطالعے سے تقوی کی بدولت عورج امت کی نظریاتی جہت بھی ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ عقل بھی اس چیز کو تسلیم کرتی ہے کہ جب انسان اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارے گا تو ان تمام قوانین اور احکام کی بجا آوری لے کر آئے گا جن کی بدولت اقوام کو عروج عطا ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰٮكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ خَبِيۡرٌ 7

ترجمہ: بیشک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں تقوی کو عروج، اور عزت و منقبت کا ضامن بتایا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ عروج امت کے لیے بحیثیت مجموعی افراد کی تربیت تقوی کی نہج پر کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید کی دوسری آیت میں اس بات کی تائید کرتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں۔

وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى 8

ترجمہ: اور اچھا انجام تقویٰ کا ہے۔

متقین کے لیے اس دنیا میں اچھا انجام ہے نہ صرف اس دنیا میں بلکہ اخروی دنیا میں بھی وہی بہتر ٹھریں گے۔

توکل

توکل اور بھروسہ ایک مومن کا ہتھیار اور عظیم صفات میں سے ہے۔ انسان کو خدا پر بھروسہ ہونا چاہیے۔ بحیثیت امت آج مسلمان قوم مادیت اور مادی وسائل میں اتنی الجھ گئی ہے کہ مابعد الطبیعیات چیزوں اور ایمان بالغیب کی وہ کیفیت نہیں رہی جو ایک قوم اور امت کے عروج کا ذریعہ اور سبب بنی تھی۔

چنانچہ ضروری ہے کہ آج امت مسلمہ مادی وسائل کے ساتھ ساتھ الہیات پر توجہ دے۔ وہ ان چیزوں پر سہارا کرنے کی بجائے اللہ پر سہارا کرے۔

اِنۡ يَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَـكُمۡ‌ۚ وَاِنۡ يَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ 9

ترجمہ: اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو وہ کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے گا اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔

اس آیت مبارکہ میں وضاحت کر دی گئی ہے اور خدائی سنت کو بیان کر دیا گیا ہے کہ غلبہ قوت اور عروج اللہ کی طرف سے ہی عطا ہوتے ہیں اور اللہ کی نصرت ساتھ نہ ہو تو یہ چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں اور تمام چیزوں کا

سبب و محرک توکل ہے۔جب اقوام میں صحیح معنوں میں توکل آجاتا ہے تو وہ قوم غلبہ سے فیض یاب ہوتی ہے۔

عروج امت کی عملی جہات اور قرآنی تصور

قرآن مجید میں کچھ ایسی قابل قدر باتوں کا ذکر ہے جو امت مسلمہ کا خاصہ ہے۔ اور جن پر چلتے ہوئے خاطر خواہ کامیابیوں کی مثالیں قرون وسطی کے مسلمانوں کی سیرت میں بطور نمونہ ملتی ہیں۔ قرون وسطی کا زمانہ جس کو مسلم عہد کا سنہری دور اور خیر القرون کا زمانہ بھی کہا جاتا ہے کچھ ایسی اہم خصوصیات کا حامل ہے جن کی بناء ہر زمانے کی امت مسلمہ عروج سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

.امر بالمعروف و نھی عن المنکر

موجودہ دور میں اکثر لبرل اور سیکولر طبقہ کی اپروچ یہ ہے کہ جو جہاں پر لگا ہے لگا رہنے دو اور کسی کو بھی کچھ نہ کہو گویا ان کا نعرہ ہے کہ "اپنا چھوڑو نہیں اور دوسروں کو چھیڑو نہیں" یہ ایک ایسی اپروچ ہے جس کی بنیاد پر معاشرے کی بے راہ روی کو کنٹرول کرنے کا کوئی نظام نہیں اور بگاڑ حتمی انجام ہوگا۔اس کے مقابلے میں اسلام نے جو اپروچ دی ہے وہ یہ کہ لوگوں کو اچھائی کا حکم بھی دیا جائے اور برائی کے خاتمے کے لیے جدوجہد بھی کی جائے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓٮِٕكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ [10]

ترجمہ: اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اس بات کی طرف نشاندہی کی ہے کہ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دینے سے حقیقی فلاح و کامیابی کے راستے ہموار ہوتے ہیں۔ یعنی اگر مسلمان صحیح طور پر اس فریضہ کو ادا کرتے ہیں تو کامیابی و کامرانی ان کا مقدر ہو گی۔

سائنسی علوم میں مہارت

موجودہ دور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ آج کے دور میں تجارت،جنگ اور طرز معاشرت کے مروجہ اسالیب و معنی مفہوم بدل کر رہ گئے ہیں۔وقت کے ساتھ ساتھ ہوتی ہوئی یہ تبدیلیوں کے ساتھ انسان اگر نہ بدلے تو وہ پیچھے رہ جائے گا اور پستیوں کے گڑھے اس کا مقدر بن جائیں گے۔ اس لیے ضروری ہے کہ وسیع سطح پر علوم نقلیہ کے ساتھ

ساتھ علوم عقلیہ پر بھی توجہ دی جائے۔ اور معقولات و منقولات کا ماہر بنا جائے۔ امت مسلمہ سائنسی علوم میں بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہی وہ مسلمان ہیں جن کی سائنسی خدمات کے معترف قدیم یورپ کے لوگ تھے۔ جو کہ نہ صرف اعتراف کرتے تھے بلکہ ان کے علم کو حاصل کرنے کہ بھرپور کوشش اور جستجو کرتے تھے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں بھی اللہ رب العزت نے اس بات کی طرف خاص توجہ دلائی اور تفکر و تدبر کی دعوت دی ہے۔ اور یہ بات بلکل واضح ہے کہ سائنسی دعووں کی بنیاد ہی تدبر و تفکر پر استوار ہے۔ لہذا قرآن کی ان آیات میں تدبر و تفکر سے مراد سائنسی علوم کا حصول ہی ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں؛

يُنۡۢبِتُ لَـكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً لِّـقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ 11

ترجمہ: وہ تمہارے لیے اس کے ساتھ کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے یقینا بڑی نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں تفکر کی دعوت دے کر کائنات کے مظاہر کو زیر غور لانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہی اسلوب اپنایا گیا ہے۔ جس کی بنیاد پر یہ واضح ہوتا ہے کہ سائنس کوئی اسلام کے متوازی اور پیرالل فکر کا نام نہیں بلکہ سائنسی نکتہ نظر عین اسلام کا مطلوب نکتہ ہے اور یہی وہ نظام فکر ہے جس کی بنیاد پر قومیں عروج حاصل کرتی ہیں۔

معاملات زندگی میں خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل ماننا

اللہ اور اسکے رسول ص کے تمام احکامات بلا شک و شبہ انسانیت کی بھلائی کے لیے نازل ہونے والے احکامات ہیں۔ ان کی پیروی میں دنیوی و اخروی بلندیوں کا راز ہے۔ یہی وہ ضابطہ ہے جو عروج کی طرف لے کر جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا 12

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو یقینا اس نے کامیابی حاصل کرلی، بہت بڑی کامیابی۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے کہ عظیم کامیابی اطاعت خدا اور سول ص میں ہی پنہاں ہے۔

عزم و ہمت کا پیکر ہونا اور قنوط و یاسیت سے مبرا ہونا

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے یہ بات واضح کی ہے کہ ایمان والوں کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ اللہ سے ناامید ہوں اور مایوسانانہ زندگی گزاریں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا؛

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ [13]

ترجمہ: اور وہی ہے جو بارش برساتا ہے، اس کے بعد کہ وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی مدد کرنے والا ہے، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

منتخب اہل علم کی آراء

مولانا تقی امینی

مولانا تقی امینی ایک جلیل القدر فقیہہ ہیں اور آپ کی شہرت خصوصی طور پر آپ کی لکھی گئی کتاب "عروج وزوال کا الہی نظام" ہے۔ جس میں آپ نے عروج زوال کے خدائی قوانین کو اپنے فہم وبصیرت کے مطابق واضح کیا ہے۔

آپ نے اس کتاب میں واضح کیا ہے کہ انسان اللہ کا نائب ہے اور یہ کائنات انسان کے پاس خدا کی امانت ہے۔ آپ کے نزدیک عروج و زوال ایک فطرتی قائدے کے تحت جاری و ساری ہے۔ ایک انسان کے اندر فطرت حق کو قبول کرنے قوت واستعداد ہونی چاہیے۔

آپ نے یہ بات واضح کی کہ ایک قوم کو اوج ثریا پر لے کر جانے والے قائدین اخلاقی اوصاف سے مرصع ہوتے ہیں انہیں علم وحکمت اور صلاحیت جیسے اوصاف کی وجہ سے قوم کو بلندی پر لے جانے کا ملکہ ہوتا ہے۔ انبیاء بھی انہیں اوصاف سے لبریز تھے۔ آپ کے نزدیک عروج تک لے کر جانے والے اوصاف پہلے انسان کے اپنے اندر پیدا ہوتے ہیں اور پھر وہ اقوام پر وسیع طور پر اطلاق کیے جاتے ہیں۔

ایمان، جہاد اور عمل صالح ایسی چیزیں ہیں جنہیں عروج کی عملی جہات شمار کیا جا سکتا ہے۔ توصی بالصبر اور تواصی بالحق بھی انہیں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے نزدیک زوال عمومی طور پر شرک، نفاق اور بے عملی وبد عملی کی وجہ سے آتے ہیں۔ لہذا توحید پرستی، ایمان کامل اور عزم وہمت کا پیکر ہونا انسان کی شان اور عروج کی عملی جہت ہے۔[14]

جاوید احمد غامدی

جاوید احمد غامدی عصر حاضر کی ایک علمی شخصیت ہیں۔ جن کے منفرد خیالات کے باعث انہیں روایت سے منحرف خیال کیا جاتا ہے۔ ان کے

خیالات جو عروج وزوال کے قوانین کے بارے ہیں وہ ان کے خطابات سے مقتبس ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

جاوید احمد غامدی کے نزدیک عروج وزوال کا معاملہ یہ ہے کہ یہ اقوام میں بدل بدل کر آتا ہے۔ وہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ " تلک الایام نداولھا بین الناس " سے مراد عروج و غلبے کا وقتا فوقتا دوسری اقوام میں آنا ہے ۔ حضرت نوح کے جس بیٹے سے مسلمان تعلق رکھتے ہیں اس قوم کے عروج و غلبے کے دن گزر چکے ہیں اور اب ان کے دوسرے بیٹے کی نسل سے تعلق رکھنے والوں کی باری ہے ۔ البتہ مسلمان یہ کر سکتے ہیں کہ پوری قوت سے دعوت اسلام میں سرگرم عمل ہو کر موجودہ مغربی دنیا کو اسلام کے زیر سایہ لے آئیں اور عروج و غلبے میں شریک ہو جائیں۔[15]

مولانا وحید الدین خان

مولانا وحید الدین خان اپنے وقت کے مایہ ناز اہل علم میں شمار ہوئے۔ آپ نے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے متعدد ممالک خصوصا عرب ممالک دعوت و تبلیغ کا کام کیا ۔ مولانا وحید بھی اپنے تفردات کے باعث متنازعہ شخصیت رہے اور انحراف روایت کا شکار ہوئے ۔ آپ مسلمانوں کو عملی سطح پر اور جھک کر زندگی گزارنے کا مشورہ دیتے ہیں اور طویل وقت پر مشتمل خاموش انقلاب کے داعی ہیں۔ عروج و زوال کے قوانین کے بارے ان کے خیالات مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا وحید الدین اس بات کے قائل ہیں کہ جس طرح مغربی دنیا نے مسلمانوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور عروج حاصل کیا ویسے ہی مسلمانوں کو کرنا ہوگا۔ البتہ اس میں فرق یہ ہے کہ مغربی دنیا نے مسلمانوں سے علم تو حاصل کیا لیکن مسلمانوں کی تقلید میں اپنا تشخص نہیں مٹایا۔ لیکن مسلمان اب یہ کر رہے ہیں کہ وہ مغرب کی تقلید میں اپنا تشخص مٹا رہے ہیں۔[16]

مولانا ابو الکلام آزاد

مولانا ابو الکلام آزاد برصغیر کی نامور شخصیت ہیں۔ آپ کی مشہور کتب میں تذکرہ، غبار خاطر اور ان کی مشہور تفسیر ہے۔ آپ نے عروج وزوال پر کتاب بنام "قرآن کا قانون عروج وزوال" لکھی ہے۔

آپ نے اس کتاب میں حقیقت اسلام کو واضح کرنے کے بعد وحدت اجتماعیہ اور مرکزیت قومیہ پر زور دیا ہے ۔ جغرافیائی مرکزیت کو

زیر بحث لانے کے بعد آپ نے فکری وحدت و مرکزیت پر زور دیا ہے عروج و زوال کے فطری اصولوں کے تحت آپ نے عزم وہمت اور تجدید و تاسیس کو ذکر کرتے ہوئے ان سباب و عوامل کو عروج امت کی فکری و عملی جہات قرار دیا ہے۔[17]

خلاصہ کلام:

قرآن کا عروج وزوال کا تصور اور مسلم مفکرین کی آراء اسی بات کی غماز ہیں کہ عروج و زوال کا الہی نظام و قانون انسانوں کے اعمال پر ہی منحصر ہے۔اور فکری و عملی طور پر قرآن وسنت میں بتائے گئے قوانین کو اپنانے سے ہی امت کو عروج عطا ہو سکتا ہے۔ جس میں تقوی، توکل اور کامل ایمان کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اطاعت الہی، سائنسی و عقلی شعبہ جات میں مہارت تامہ وغیرہ شامل ہیں۔ اپنے تاریخی ورثہ سے وابستگی بھی ضروری ہے۔ جس کی بدولت مسلمانوں احساس وشعور عطا ہوگا اور ترقی کی منازل طے کرنے کا لائحہ عمل ملے گا۔جاوید احمد غامدی صاحب کے نکتہ نظر میں اگرچہ تفرد ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اگر مسلمان عملی طور پر پوری قوت سے دعوت اسلام کا فرضہ انجام دیں تو ان کو عروج عطا ہو سکتا ہے۔

نتائج بحث:

عروج انسانوں کے اعمال سے وابستہ ہے۔
فکری طور پر تقوی و توکل اور ایمانی قوت درکار ہے۔
عملی طور پر دعوت اسلام کا فریضہ ادا کرنے کی ضرورت ہے۔
معقولات ومنقولات میں مہارت تامہ بھی ضروری ہے۔
اطاعت خدا واطاعت رسول ص کو تھامنے کی اشد ضرورت ہے۔

سفارشات وتجاویز؛

عالمی سطح پر مرکزیت امت مسلمہ کے حوالے سے کام کی ضرورت ہے۔
مسلمانوں کے اتحاد کی بنائی گئی تنظیم کو عملی طور پر کام کی ضرورت ہے۔
مسلمانوں کو تاریخی ورثے سے وابستہ ہونے کی ضروت ہے۔
سائنس کے علوم حاصل کرنے کو معیوب گردانئے کی سوچ کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔
اسلام کو جدید حالات کے مطابق جدید اسالیب اپناتے ہوئے پیش کرنے کی ضروت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] آل عمران 140:3

Aale Imran 3:140

[2] البقرۃ 134:2

AlBaqarah 2:134

[3] النجم 39:53

AnNajm 53:39

[4] الروم 41:30

ArRum 30:41

[5] النحل 97:16

AnNahl 16:97

[6] الرعد 29:13

ArRa'd 13:29

[7] الحجرات 13:49

AlHujurat 49:13

[8] طٰہٰ 132:20

TaHa 20:132

[9] آل عمران 160:3

AaleImran 3:160

[10] آل عمران 104:03

AaleImran 3:104

[11] النحل 11:16

AnNahl 16:11

[12] الاحزاب 71:33

AlAhzab 33:71

[13] الشوری 28:42

AshShura 42:28

[14] امینی، مولانا تقی، **عروج وزوال کا الٰہی نظام** (لاہور: مکی دارالکتب، سرور بازار چوک اردو بازار) 56

Amini, Maulana Taqi, Urooj wa Zawal ka Ilahi Nizam, (Lahore: Maki Darul Kutub, Sarwar Bazaar Chowk Urdu Bazaar), 56.

[15] :///httyoutube ; javed ahmad ghamid, **Will Muslims ever dominate the world again?**

Javed Ahmad Ghamidi(Access Date 24 May 2023)

[16] خان، وحید الدین، مولانا، **مجموعہ تاریخ؛ اوراق تاریخ** (کراچی: فکشن ہاوس، 2021) 69

Khan, Wahiduddin, Maulana, Majmua Tarikh; AuraqeTarikh, (Karachi: Fiction House, 2021), 69.

[17] آزاد، ابوالکلام، مولانا، **قرآن کا قانون عروج وزوال** (لاہور: مکتبہ حسن جمال اردو بازار، 2007) 77

Azad, Abul Kalam, Maulana, Quran ka QanooneUrooj wa Zawal, (Lahore: Maktaba Hasan Jamal Urdu Bazaar, 2007), 77.